بیع عینہ کی حقیقت اور اس کی مروجہ شکلیں

Reality of Mohatra Contract & Its Current Forms

غلام حیدر☆

Abstract

The economic system of Islam does not allow the interest and fraud (cheating). This system does not consider it fair to exploit the compulsions of others. It is our bad luck (misfortune) that the majority of the business community is unaware of the economic teachings of islam. The problem of Bay Aena has assumed the severe form in the society. The majority of the people is ignorant of the real nature of this Bay on one hand, while on the other hand it is also the cause of the spread of selfishness and greed. Through this paper, it has been tried to determine the religious position of Bay Aena in the light of the views of the Islamic Scholars. Moreover, its different forms prevalent in the society have also been analysed.

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی (م:۷۱۱ھ) ربا کی لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "زادونما" (۱) یعنی زیادتی اور بڑھوتری۔ اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے حاصل کی جائے۔ ابن العربی (م:۵۴۳ھ) احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"الربا فی الغة الزیادة والمراد فی الآیة کل زیادة لا یقابلها عوض "(۲).

اس میں وہ زیادتی بھی داخل ہے جو روپیہ کو ادھار دینے پر حاصل کی جائے کیونکہ مال کے معاوضہ میں تو رأس المال پورا مل جاتا ہے جو زیادتی بنام سود یا "انٹرسٹ" لی جاتی ہے وہ بے معاوضہ ہے اور بیع وشرا کی وہ صورتیں بھی اس میں داخل ہیں جن میں کوئی زیادتی بلا معاوضہ حاصل کی جائے۔

☆ لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وأحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾(۳) (اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿يـآأيُّهَـاالَّـذِيْـنَ آمَنُوْااتَّقُوااللّٰهَ وَذَرُوْامَابَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا انْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْافَأذَنُوْابِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾(۴)

(اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو (زمانہ جاہلیت کا) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو)۔

محولہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام کیا ہے اور نجی اور کاروباری قرضوں کا فرق نہیں کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ) ﴿وَذَرُوْامَابَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أخرج ابن جرير وابن أبی حاتم عن السدی قال: نزلت هذه الاية فی العباس بن عبدالمطلب ورجل من بنی المغيرة كان شريكين فی الجاهلية يسلفان فی الرباالی ناس من ثقيف من بنی ضمرة وهم بنو عمر وبن عمير فجاء الاسلام ولهما أموال عظيمة فی الربا(۵)۔

(امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ سدی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنو مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے اور انہوں نے ثقیف کے بنو عمرو بن عمیر میں لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان دونوں کا بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا)۔

امام قرطبی ''الجامع لاحكام القرآن'' میں ﴿وَذَرُوْامَابَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

"ان الاية نزلت بسبب ثقيف، وكانوا عاهدواالنبی ﷺ علی أن مالهم من الرباعلی الناس فهو لهم، وما للناس عليهم فهو موضوع عنهم، فلماأن جاء ت آجال رباهم بعثوا الی مكة للا قتضاء، وكانت الديون لبنی عبدة وهم بنو عمروبن عمير بن ثقيف، وكانت علی بنی المغيرة المخزوميين، فقال بنو المغيرة: لا نعطی شياءً فان الرباقد رفع ورفعواامرهم الی عتاب بن اسيد، فكتب به الی رسول الله ﷺ، ونزلت الاية فكتب بها رسول الله ﷺ الی عتاب، فعلمت بهاثقيف فكفت"(۶)۔

(یہ آیت بنو ثقیف کی وجہ سے نازل ہوئی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ان کا جو سود دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ انہیں لینے کا حق ہے اور جو دوسرے لوگوں کا سود ان کے ذمہ ہے وہ معاف ہے۔ جب بنو ثقیف کے سود کی ادائیگی کا

وقت آیا تو انہوں نے اپنے مقروضوں سے، جو مکہ میں تھے،سود کے تقاضے کے لئے آدمی بھیجا۔جن کا سود تھا یہ بنوعمرو بن عمیر ثقفی کا بنوعبدہ خاندان تھا۔اور جن سے سود وصول کرنا تھا وہ بنومغیرہ تھے جن کا بنومخزوم قبیلے سے تعلق تھا۔سود کے تقاضے پر بنومغیرہ نے کہا کہ ہم قرض سے زائد کچھ نہیں دیں گے اس لئے کہ سود ختم کر دیا گیا ہے۔اور پھر وہ اپنا معاملہ مکہ کے گورنر عتاب بن اسید کے پاس لے گئے۔اس پر حضرت عتاب نے نبی ﷺ کو لکھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت حضرت عتاب کو لکھ بھیجی۔بنوثقیف خاموش ہو گئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے سود کے تقاضے سے دست کش ہو گئے)۔

سود سے بچنے کا ایک حیلہ

اگر کوئی شخص سود لیے بغیر کسی کو قرض نہ دینا چاہتا ہو تو بعض علماء نے بیع عینہ کی طرف راہنمائی کی ہے۔اس کی تفصیل یوں ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً زید،عمرو سے ایک ماہ کے لئے سو روپے قرض مانگے اور عمرو بغیر سود لئے اس کو قرض نہ دینا چاہتا ہو تو اس صورت میں حیلہ یہ ہے کہ عمرو سو روپے کی کوئی چیز اس کو ایک ماہ کے ادھار پر ڈیڑھ سو روپے میں فروخت کرے اور دوبارہ وہی چیز سو روپے میں نقد خرید لے۔اس طرح زید کو فی الفور ایک سو روپے مل جائیں گے اور عمرو کو ان سو روپیوں کے عوض ایک ماہ بعد ڈیڑھ سو روپے مل جائیں گے۔اس طرح عمرو کو پچاس روپے کا سود بیع کے عنوان سے مل جائے گا۔

عینہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ ابن اثیر(م:۶۰۶ھ)عینہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''ایک شخص کسی شخص کو،کوئی چیز اس کی معروف قیمت کے عوض مدت معینہ کے ادھار پر فروخت کرے۔پھر اس شخص سے اسی چیز کو قیمت فروخت سے کم قیمت پر خریدے، یہ عینہ ہے''(۷)۔علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ''اس کو عینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عین دائن کی طرف لوٹ جاتی ہے''(۸)۔

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی بیع عینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک شخص کسی تاجر سے مثلاً دس روپے قرض مانگتا ہے وہ انکار کرتا ہے پھر اس کو مثلاً پندرہ روپے میں (مدت معینہ کے ادھار پر) ایک ایسا کپڑا فروخت کرتا ہے جس کی معروف قیمت دس روپے ہے تاکہ قرض لینے والا وہی کپڑا اس کو دس روپے میں فروخت کر دے۔اور اس کو پانچ روپیہ زیادہ مل جائیں۔اس کو عینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قرض دینے سے عین کی طرف اعراض ہے"(۹)۔

بیع عینہ کی مندرجہ بالا تعریفات یہ واضح کر رہی ہیں کہ فریقین سود سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کر رہے ہیں۔

بیع عینہ کی شرعی حیثیت

حضور اکرم ﷺ کی احادیث، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین کی روشنی میں بیع عینہ کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

امام ابوداؤد سجستانی (م: ۲۷۵ھ) روایت کرتے ہیں:

"عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اِذا تبا یعتم بالعینة و أخذ تم اذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجهاد سلّط اللّٰه علیکم ذلًّا لاینزعه حتی ترجعوا اِلٰی دینکم" (۱۰)۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیع عینہ کروگے اور بیلوں کی دُمیں پکڑ کر زراعت پر راضی ہوجاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا اور اس کو اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف رجوع نہیں کروگے)۔

مندرجہ بالا حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ذلت کی وعید سنائی ہے اور یہ بیع عینہ کی حرمت کی واضح دلیل ہے۔ اس دلیل پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ زراعت کرنے پر بھی یہ وعید ہے پھر چاہیے کہ وہ بھی ممنوع ہوجائے۔ حالانکہ وہ ممنوع نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زراعت پر راضی ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں اس قدر اشغال ہوجائے کہ لوگ جہاد کو چھوڑ دیں۔ نیز یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ دوسری احادیث سے زراعت کا جواز اور استحسان ثابت ہے۔ جبکہ بیع عینہ کا جواز اور استحسان دوسری احادیث سے ثابت نہیں بلکہ اس کے برعکس اس کی ممانعت میں بکثرت احادیث ہیں۔

امام ابن شیبہؒ روایت کرتے ہیں:

عن عطاء عن ابن عمر قال: "نهی عن العینة"(۱۱)۔

(عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیع عینہ سے منع فرمایا)۔

عن الحکم عن مسروق قال: العینة حرام (۱۲)۔

(حکم کہتے ہیں کہ مسروق نے کہا کہ عینہ حرام ہے)۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی المصنف میں درج کرتے ہیں:

عن طاوس قال: من اشتریٰ سلعة بنظرة من رجل فلایبیعها اِیّاه، ومن اشتریٰ بنقد فلا یبیعها اِیّاه بنظرة(۱۳)۔

(طاؤس کہتے ہیں کہ جس شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز ادھار خریدی وہ اس شخص کو وہ چیز نہ فروخت کرے، اور جس شخص نے کوئی چیز نقد خریدی وہ اس شخص کو وہ چیز ادھار فروخت نہ کرے)۔

کنزالعمال میں ہے:

عن ابن عباس يقول: اذابعتم السرق من سرق الحرير بنسيئة فلا تشتروه(۱۴)۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم ریشم کے ٹکڑوں میں سے کوئی ٹکڑا ادھار فروخت کروتو اس کومت خریدو)۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانیؒ حضرت عائشہؓ کے حوالے سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابی اسحاق عن امرأته قالت : سمعت امرأة ابی السفر تقول سالت عائشة فقلت بعت زيد بن ارقم جارية الى العطاء بثمان مائة درهم وابتعتها منه بست مأة.فقالت لها عائشة: بئس مااشتريت: او بئس مااشترى، ابلغى زيد بن ارقم انه قد ابطل جهاده مع رسول الله ﷺ الا ان يتوب قالت:افرايت ان اخذت راس مالى، قالت لا باس من جاء ه موعظة من ربه فانتهى فله ماسلف(۱۵)۔

(ابواسحاق کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ابوالسفر کی بیوی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ میں نے وظیفہ ملنے تک کے ادھار پر آٹھ سو درہم کے عوض ایک باندی حضرت زید بن ارقم کوفروخت کی اور چھ سو درہم نقد دے کروہ لونڈی ان سے خرید لی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نے بری چیز خریدی یافرمایا زید بن ارقم نے بری چیز خریدی، تم زید بن ارقم کو یہ پیغام پہنچادو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا اس کو باطل کردیا، الا یہ کہ وہ اس سے توبہ کریں، میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں اپنی اصل رقم واپس لے لوں تو؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس شخص کے پاس نصیحت پہنچ گئی اور وہ (سود سے) باز آ گیا تو اس نے جو پہلے لیا ہوا ہے وہ اس کا ہو چکا)۔

حضرت عائشہؓ کی یہ روایت سنن بیہقی اور کنزالعمال میں بھی ہے۔

احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین رحمہم اللہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بیع عینہ ایک ناجائز فعل ہے۔ تاہم چونکہ بعض فقہاء اس کے جواز کے قائل ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ بیع عینہ کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہائے اربعہ کے دلائل کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔

بیع عینہ میں فقہاء مالکیہ کا موقف

علامہ ابن رشد مالکی (م:۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''جب کوئی شخص مدت معین کے ادھار پر کوئی چیز فروخت کرے پھر اس چیز کو خرید لے تو اس میں نو صورتیں ہیں جن میں سات میں اتفاق ہے اور دو میں اختلاف ہے۔ جن دو میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں: مدت معین کے ادھار پر فروخت کرنے کے بعد مدت پوری ہونے سے پہلے اس کو کم قیمت پر خرید لے یا مدت گزرنے کے بعد اس کو زیادہ قیمت پر خریدے۔ امام مالک اور جمہور اہل مدینہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے''(۱۶)۔

علامہ ابن رشد نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت زید بن ارقم کی ام ولد کی ایسی بیع کرنے پر مذمت کی اور حضرت زید بن ارقم کو وعید سنائی۔

حنابلہ کا موقف

فقہ حنبلی کے معروف مجتہد علامہ ابن قدامہ حنبلی (م:۶۲۰ھ) لکھتے ہیں کہ ''جس شخص نے ادھار قیمت پر ایک چیز فروخت کی، پھر اس چیز کو کم قیمت پر نقد خرید لیا تو اکثر اہل علم کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی اور نخعی سے یہی مروی ہے۔ ابوالزناد، ربیعہ، عبدالعزیز بن ابی سلمہ، ثوری، امام اوزاعی، امام مالک، اسحاق اور اصحاب رائے (فقہائے احناف) کا بھی یہی قول ہے''(۱۷)۔

بیع عینہ میں فقہاء شافعیہ کا موقف

علامہ نووی شافعی (م:۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: ''بیع عینہ ممنوع نہیں ہے''۔ اس کے بعد بیع عینہ کی تعریف کرتے ہیں: ''ایک شخص دوسرے شخص کو کوئی چیز ادھار فروخت کرے اور وہ چیز اس کو دے دے، پھر اس سے قیمت وصول کرنے سے پہلے کم قیمت نقد دے کر وہ چیز اس سے خرید لے''(۱۸)۔

روضۃ الطالبین کے فاضل محشی شوافع کا رد کرتے ہوئے مسند احمد اور سنن ابوداؤد کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ذکر کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے بیع عینہ پر ذلت کی وعید سنائی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ عینہ حرام ہے(۱۹)۔

امام ابوبکر بیہقی شافعی (م:۴۵۸ھ)، حضرت عائشہؓ کی روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امام شافعی (م:۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ ''اگر یہ روایت ثابت ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے وظیفہ ملنے تک کے ادھار کی مذمت کی تھی کیونکہ یہ مدت مجہول ہے اور اس کو ہم بھی ناجائز کہتے ہیں، یہ بات نہیں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بیع عینہ کا رد کیا تھا اور جب صحابہ کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو ہم اس قول پر عمل کرتے ہیں جو قیاس کے قریب ہو۔ اور قیاس کے مطابق حضرت زید بن ارقم کا قول ہے، کیونکہ حضرت زید بن ارقم بیع عینہ کو حلال نہ سمجھتے تو یہ بیع نہ کرتے''(۲۰)۔

علامہ ابن ترکمانی حنفی (م:۸۴۵ھ) امام شافعی (م:۲۰۴ھ) کے اس جواب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام شافعی (م:۲۰۴ھ) نے اس حدیث کے ثبوت میں تردد کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عالیہ (اس حدیث کی راویہ) معروفہ ہے۔ اس کا خاوند اور بیٹا دونوں معروف ہیں۔ دونوں امام ہیں اور امام ابن حبانؒ نے ان کا ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کے مطابق امام ثوری، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب، امام مالک، امام

ابن حنبل اور حسن بن صالح رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ اور استذ کار میں ہے کہ شعبی، حکم اور حماد بھی بیع عینہ سے منع کرتے تھے۔
رہا امام شافعی کا دوسرا اعتراض کہ "وظیفہ کی وصولیابی تک "مدت مجہول ہے اور اس وجہ سے حضرت عائشہؓ نے اس بیع کی مذمت کی تھی، سو اس کے جواب میں علامہ ابن ترکمانی حنفی لکھتے ہیں:

ایک جماعت نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ وظیفہ کی وصولیابی تک بیع کو جائز قرار دیتی تھیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے کہ امہات المومنین وظیفہ کی وصولیابی تک ادھار پر اشیاء خریدتی تھیں۔ ابو بکر رازی نے کہا اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عائشہ نے پہلے عقد (یعنی وظیفہ کی ادائیگی تک کے ادھار پر جو بیع کی تھی) کا کیوں انکار کیا حالانکہ وہ ان کے نزدیک صحیح تھا تو ہم یہ کہیں گے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ علم تھا کہ ابو السفر کی زوجہ نے اس پہلی بیع کے سبب سے دوسری بیع کا قصد کیا تھا جیسا کہ لوگ (بیع عینہ میں) کرتے ہیں، اور جب ابو السفر کی بیوی نے کہا یہ بتلائے کہ اگر میں صرف اپنا اصل مال لے لوں تو؟ اور حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی" فمن جاء ہ موعظة من ربه فانتهیٰ فله ما سلف" تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ پہلا عقد باقی تھا اور حضرت عائشہؓ نے انکار دوسرے عقد کا کیا تھا اور اگر وہ وظیفہ کی وصولیابی تک ادھار کی وجہ سے پہلے عقد کا انکار کرتیں جیسا کہ امام شافعی کا زعم ہے تو پہلا عقد باقی نہ رہتا (اور پھر اس آیت کے پڑھنے کی کوئی وجہ نہ تھی)'' (۲۱)۔

ملا علی قاری (م:۱۰۱۴ء) لکھتے ہیں کہ ''علامہ طیبیؒ نے امام شافعیؒ کے جواب میں کہا ہے کہ وظیفہ کی وصولیابی کی مدت کا مجہول ہونا ممنوع ہے، کیونکہ سپاہیوں کو وظیفہ سال میں ایک یا دو بار ملتا ہے اور اس کی مدت زیادہ تر متعین ہوتی ہے اور حضرت زید بن ارقم کے فعل کا قیاس کے مطابق ہونا مشکل ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہ کا قول حضرت زید کے فعل پر راجح ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کا قول رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عینہ کے بارے میں وعید سنائی ہے۔ (آپ ﷺ کا ارشاد پہلے نقل ہو چکا ہے) (۲۲)۔

امام شافعیؒ کے دلائل کا اگر علامہ ابن ترکمانیؒ (م: ۸۴۵ھ) اور ملا علی قاریؒ (م:۱۰۱۴ھ) کے دلائل کے ساتھ تقابل کیا جائے تو امام شافعیؒ کے موقف کی کمزوری اظہر من الشمس ہے۔

بیع عینہ میں فقہاء احناف کا موقف

فقہ حنفی کے معروف فقیہہ امام محمد بن حسن شیبانی (م:۱۸۹ھ) لکھتے ہیں۔

قال ابو حنیفةؒ :" من اشتری سلعة بنقداو بنسیئة فقبضها ولم ینقد الثمن حتی باعها من الذی اشتراها منه باقل من الثمن فلا خیر فیه الی قوله و کذلک بلغنا عن عائشة ام المؤمنینؓ ان امرأة قالت لهاانی بعت زید بن ارقم جاریة بثمانمائة درهم الی عطائه واشتریتها منه بستمائة درهم

نقدا فقالت عائشة بئس ماشريت بئس ماشريت!ابلغى زيد بن ارقم انه قد ابطل جهاده مع رسول الله ﷺ ان لم يتب الحديث"(۲۳)۔

(امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نقد یا ادھار قیمت پر ایک چیز خریدی اس چیز پر قبضہ کرلیا اور قیمت ادا نہیں کی حتی کہ وہ چیز اس شخص کو قیمت خرید سے کم پر فروخت کردی جس سے خریدی تھی اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ہمیں اس طرح یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے کہا میں نے حضرت زید بن ارقم کو وظیفہ کی وصولی تک کے ادھار پر آٹھ سو درہم کے عوض ایک باندی فروخت کی ہے پھر وہی باندی ان کو چھ سو درہم نقد دے کر خرید لی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم نے بری خریداری کی! تم نے بری خریداری کی۔زید بن ارقم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا وہ باطل ہو جائے گا)۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی (م:۵۹۳ھ) لکھتے ہیں۔

''جس شخص نے ایک ہزار درہم نقد یا ادھار کے عوض ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ کرلیا پھر قیمت ادا کرنے سے پہلے وہ باندی پانچ سو درہم کے عوض اسی بائع کو فروخت کردی تو بیع ثانی جائز نہیں ہے۔امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے، کیونکہ قبضہ کے بعد اس کی ملکیت مکمل ہوگئی اور بائع یا اس کے غیر کو فروخت کرنا دونوں برابر ہیں، اور یہ ایسے ہے جیسے اس نے پہلی قیمت یا اس سے زیادہ قیمت پر یا کسی چیز کے عوض اس کو فروخت کیا، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جس عورت نے آٹھ سو میں غلام خریدنے کے بعد چھ سو میں (اسی بائع کو) فروخت کیا تھا۔اس عورت سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نے بری خریداری کی! تم نے بری خریداری کی! اور زید بن ارقم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا، وہ باطل ہو جائے گا نیز اس لئے کہ ابھی (پہلے) بائع کی ضمانت میں قیمت نہیں آئی تھی، پس جب مبیع اس کے پاس واپس آ گئی تو پانچ سو درہم مہنا کرنے کے بعد اس کو پانچ سو درہم زائد بلاعوض مل گئے''(۲۴)۔

علامہ ابن ہمامؒ (م:۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ''اگر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا تو وہ اپنے اجتہاد سے یہ وعید نہیں سنا سکتی تھیں''(۲۵)۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (م:۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عدم توبہ کی صورت میں اس عقد کی وجہ سے حضرت زید کے حج اور جہاد کے بطلان کی وعید سنائی اور یہ بات رائے سے نہیں کہی جا سکتی، سو یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی بات تھی، اور عقد صحیح پر یہ سزا مرتب نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ یہ عقد فاسد ہے اور بے شک حضرت زید نے حضرت عائشہؓ سے

معذرت کی اور یہ بھی حضرت عائشہؓ کے سماع کی دلیل ہے، کیونکہ امورِ اجتہادیہ میں صحابہ ایک دوسرے کی مخالفت کرتے تھے اور معذرت نہیں کرتے تھے'' (۲۶)۔

علامہ ابن ہمام (م: ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

قال محمد رحمه الله: " هذا البيع فى قلبى كأمثال الجبال ذميم اخترعه آكلة الربو وقد ذمهم رسول الله ﷺ فقال اذاتبايعتم بالعين واتبعتم اذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم اى اشتغلتم بالحرث عن الجهادوفى رواية سلط عليكم شرار كم فيد عو خيار كم فلايستجاب لكم وقيل اياک والعينةفانها لعينة" (۲۷)۔

(امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کی طرح ہے، یہ بیع مذموم ہے جس کو سود خوروں نے گھڑ لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا کہ جب تم بیع عینہ کرو گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تم پر تمہارے دشمن غالب آجائیں گے۔ یعنی جب تم کھیتی باڑی میں مشغول ہو کر جہاد کو چھوڑ دو گے اور ایک روایت میں ہے تم پر برے لوگ مسلط کر دیئے جائیں گے۔ تمہارے نیک لوگ دعائیں کریں گے اور وہ قبول نہ ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ بیع عینہ سے بچو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے)۔

فقہاء حنفیہ نے بیع عینہ کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ علامہ جلال الدین خوارزمی لکھتے ہیں:

"بيع العينه مكروه ذميم اخترعه اكلة الربوا وقد ذمهم رسول الله ﷺ بذلک فقال اذاتبايعتم بالعين واتبعتم اذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم وقيل اياک والعينة فاانها لعينة" (۲۸)۔

(بیع عینہ مکروہ اور مذموم ہے اس کو سود خوروں نے گھڑ لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا جب تم بیع عینہ کرو گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمن تم پر غالب آجائیں گے اور ایک روایت میں ہے بیع عینہ سے بچو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے)۔

امام ابو یوسفؒ (م: ۱۸۲ھ) کہتے ہیں کہ ''بیع عینہ مکروہ نہیں ہے جائز ہے'' (۲۹)۔ امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ کے دلائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق امام ابو حنیفہؒ (م: ۱۵۰ھ) کے نزدیک بیع عینہ ممنوع ہے۔ امام ابو یوسفؒ (م: ۱۸۲ھ) نے اس کو جائز کہا ہے۔ امام محمدؒ (م: ۱۸۹ھ) نے اس کو مکروہ مذموم قرار دیا ہے اور دیگر فقہائے احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

عصر حاضر کے ماہر معیشت مولانا محمد تقی عثمانیؒ بیع عینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ سود حاصل کرنے کا ایک حیلہ ہے اس لئے حرام اور ناجائز ہے'' (۳۰)۔

بیع عینہ کی مروجہ شکلیں

اس وقت معاشرے میں بیع عینہ مختلف شکلوں میں رائج ہے اور بد قسمتی سے اس کا رواج روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ ذیل میں اس کی چند شکلیں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ زرعی شعبہ

پاکستان کا کل رقبہ 796,095 مربع کلومیٹر ہے (۳۱)۔ جبکہ 63% آبادی دیہات میں رہتی ہے (۳۲)۔ اور یہ لوگ کھیتی باڑی سے وابستہ ہیں۔ پاکستان کا قابل کاشت رقبہ 269,500 مربع کلومیٹر ہے (۳۳)۔ غریب کاشتکار اپنی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے کاروباری حضرات کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہے۔ فصل کی بوائی سے لیکر پکنے تک آڑھتیوں سے قرضے پر مہنگے داموں کھاد، سپرے، بیج وغیرہ حاصل کئے جاتے ہیں اور اصل قیمت سے کئی گنا زیادہ قیمت کے ساتھ یہ قرضے واپس ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کاشتکار اپنی فصل تیار کر کے آڑھتی کے حوالے کر دیتا ہے اور نئی فصل کے لئے پھر اس سے قرض پر مختلف اشیاء حاصل کرتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جب کسی ذاتی ضرورت کے لئے اسے پیسوں کی ضرورت ہو تو آڑھتی سے اس وعدے پر اصل قیمت سے زیادہ پر کھاد یا سپرے وغیرہ خریدتا ہے کہ تین یا چار ماہ بعد پیسے واپس کروں گا اور پھر وہی کھاد یا سپرے وغیرہ اسی آڑھتی کو نقد قیمت پر بیچ کر پیسے حاصل کرتا ہے۔ بیع عینہ کی یہ شکل زرعی علاقوں میں اور خصوصاً جنوبی پنجاب میں عام ہے۔ اس معاملے میں کسی ایک فریق کو مورد الزام ٹھہرانا مناسب نہیں ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایک طرف جہالت اور منصوبہ بندی کا فقدان نظر آتا ہے اور دوسری طرف عیاری اور خود غرضی نمایاں ہے۔

بڑے زمیندار ضرورت کے وقت زیادہ قیمت پر ٹریکٹر ادھار حاصل کرتے ہیں اور پھر وہیں کم قیمت پر بیچ کر اپنی ضرورتیں پوری کرتی ہیں۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے کہ ان کی ضرورتیں حقیقی ضرورتیں ہوتی ہیں یا نہیں۔

۲۔ لیزنگ کا کاروبار

آجکل شہروں میں اقساط پر اشیاء حاصل کرنے کا رجحان عام ہو رہا ہے۔ استری، فین، اور روم کولر سے لے کر انتہائی مہنگی اشیاء تک قسطوں پر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس رواج نے جہاں عوام الناس اور کاروباری حضرات کے لئے سکون واطمینان اور منافع کے دروازے کھولے ہیں وہیں اس کاروبار نے بیع عینہ کو بھی فروغ دیا ہے۔ شہروں میں یہ مشاہدہ

کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص کو پیسوں کی ضرورت ہے وہ لیزنگ سنٹر سے قسطوں پر موٹر سائیکل حاصل کرتا ہے اور مہنگے داموں خریدنے کے بعد وہیں پر سستی بیچ دیتا ہے۔اس طرح کاروبار کا مالک ایک غیر شرعی حیلے کے ذریعے اپنے لئے سود کو جائز کر لیتا ہے۔اس معاملے میں بھی ذمہ داری کسی ایک فریق پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

نتیجہ بحث

بیع عینہ کے بارے میں امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ موقف اختیار کیا کہ یہ نا جائز ہے۔صرف امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ نے اس بیع کے جواز کا فتویٰ دیا۔ جواز اور عدم جواز کے دلائل کا تجزیہ کرنے سے عدم جواز کا موقف قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔بیع عینہ کی مروجہ شکلوں سے بھی اس بیع کا خود غرضی پر مبنی ہونا واضح ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام الناس کو اسلامی اصول قناعت اور منصوبہ بندی کی طرف مائل کیا جائے تا کہ انہیں استحصال سے نجات حاصل ہو سکے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، داراحیا التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۱۲۶/۵۔

۲۔ ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، ت۔ن، ۳۴۰/۱۔

۳۔ سورۃ البقرۃ ۲: ۲۷۵۔

۴۔ سورۃ البقرۃ ۲: ۲۷۸ـ۲۷۹۔

۵۔ سیوطی، جلال الدین، درمنثور، مطبوعہ مطبعہ میمنہ، مصر، ۱۳۱۴ھ، ۳۶۶/۱۔

۶۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دارلکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۲/ ۲۳۴ـ۲۳۵۔

۷۔ جزری، محمد بن اثیر، نہایہ، مطبوعہ موسسۃ اسماعیلیان قم، ایران، ۱۳۶۴ھ، ۳/ ۳۳۳ـ۳۳۴۔

۸۔ ابن ہمام، کمال الدین، فتح القدیر، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ت۔ن، ۶/ ۳۲۴۔

۹۔ ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، ت۔ن، ۶/ ۲۳۵۔

۱۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، مطبوعہ مطبع مجتبائی، پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ، ۲/ ۱۳۴۔

۱۱۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، المصنف، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ، ۶/ ۴۷۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، المصنف، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۲ھ، ۸/ ۱۸۶۔

۱۴۔ برہان پوری، علاؤالدین علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۴/ ۱۹۳۔

۱۵۔ صنعانی، المصنف، ۸/ ۱۸۵۔

۱۶۔ ابن رشد، محمد بن احمد، مالکی اندلسی، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ت۔ن، ۲/ ۱۰۶ـ۱۰۷۔

۱۷۔ ابن قدامہ حنبلی، موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۴/ ۱۲۷۔

۱۸۔ نووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۳/ ۴۱۶ـ۴۱۷۔

۱۹۔ حاشیہ روضۃ الطالبین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۳/ ۴۱۶۔

۲۰۔ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ت۔ن، ۵/ ۳۳۰ـ۳۳۱۔

۲۱۔ ابن ترکمانی، علاؤالدین بن علی بن عثمان ماردینی، الجوہر النقی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ت۔ن، ۵/ ۳۳۰ـ۳۳۱۔

۲۲۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری، مرقات المصابیح، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ، ۶/ ۶۳۔

۲۳۔ شیبانی، محمد بن حسن، کتاب الحجۃ، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ، لاہور، ت۔ن، ۲/ ۴۶ـ۴۷ـ۴۸۔

۲۴۔ مرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، ہدایہ اخیرین، مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان، ص: ۵۷ـ۵۸۔

۲۵۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۶/ ۷۰۔

۲۶۔ عینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد، بنایہ شرح ہدایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد، ت۔ن، ۳/ ۹۸۔

۲۷۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۶/ ۳۲۴۔

۲۸۔ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ت۔ن، ۶/ ۳۲۳۔

۲۹۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الآثار، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، ت۔ن، ص:۱۸۱۔

۳۰۔ تقی عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل (جلد دوئم)، ادارہ اسلامیات کراچی ۱۴۲۹ھ، ص: ۱۶۳،۱۶۴۔

۳۱. en.Wikipedia.org/wiki/pakistan.

۳۲. www.tradingeconomics.com/pakistan/rural-population-percent-of-tota
l-population-wb-data.html.

۳۳. www.tradingeconomics.com/pakistan/agricultural-land-percent-of-land
-area-wb-data.html.

علم رسم قرآنی کا تعارف (ایک جائزہ)

Introduction of Quranic Orthography (An Overview)

سمیہ رفیق☆

Abstract

The topic is relating to introduction and historical background of Quranic Orthography. After narrating a brief introduction of Quranic Orthography (ilm-ur-rasam), I have elaborated the characteristics of Quranic Orthography in this Article. In addition, conflicting views of Muslim scholars regarding the subject are also highlighted. As Masahif-e-Usmania are basis of Quranic Orthography, the historical background and other aspects and features of these Masahif are also identified. I have also described few examples of the conflicts between Quranic orthography and Arabic calligraphy.

قرآن حکیم کی خدمت کے بیسیوں میدان اور مطالعہ قرآن کے سینکڑوں عناوین ہیں اور قرآن کریم سے متعلق یہ علمی میدان اور علمی عنوان متعدد تحریکات اور سینکڑوں تالیفات وجود میں لائے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اور بنیادی میدان ''النص القرآنی'' (کلماتِ قرآن) کی مصحف میں کتابت اور اسی کتابت مصحف کے قواعد وضوابط کے بیان کا علمی عنوان ''علم الرسم'' ہے۔

رسم کا لغوی معنی

عربی زبان میں مادہ ر۔س۔م مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے جن میں سے ایک معنی ''اثر یا نشان'' کے ہیں۔ اسی لئے عربی میں کہا جاتا ہے ''رسم الدار : ما كان من آثارها لاصقا بالأرض '' زمین پر مکان کے جو اثرات باقی رہ گئے ہوں انہیں رسم کہا جاتا ہے۔ اور عربی زبان میں ''رسم الغيث الدار '' کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی زمین پر بارش ختم ہونے بعد جو آثار چھوڑتی ہے ان آثار کو ''رسم'' کہا جاتا ہے اسی طرح ''رسم'' کے معانی

☆ لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ۔۹، اسلام آباد، پاکستان۔